(632)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فاٹا والوں کو حکومت کی طرف سے صحت کارڈ جو جاری کئے جاتے ہیں جس سے آپ کا علاج ہسپتال میں مفت ہوتا ہے اور اس کے پیسے حکومت ادا کرتی ہے اس کا استعمال شرعا کیسا ہے ؟؟؟

مدلل جواب دیکر رہنمائی فرمائیں جزاک اللہ خیرا

طاہر

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ:

فاٹا والوں کو حکومت کی طرف سے صحت کارڈ جو جاری کئے جاتے ہیں جس سے آپ کا علاج ہسپتال میں مفت ہوتا ہے اور اس کے پیسے حکومت ادا کرتی ہے اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟ مدلل جواب دیکر رہنمائی فرمائیں۔ جزاک اللہ خیرا!

المستفتی: طاہر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ اگر حکومت کی طرف سے جاری ہیلتھ (صحت) کارڈ کی وجہ سے حامل کارڈ کو ہسپتال سے محض مفت علاج کرانے کی سہولت ملتی ہے اور حامل کارڈ (یعنی جس کو کارڈ جاری کیا گیا ہو) کو اس کے لیے کوئی رقم ادا نہ کرنی پڑتی ہو، اس کا انشورنس کمپنی سے کوئی معاہدہ بھی نہ ہوتا ہو اور نہ ہی انشورنس کمپنی کی طرف سے اُسے علاج کرانے کے لیے کوئی رقم ملتی ہو کہ جسے وہ خود علاج و معالجہ کے لیے ادا کرے تو پھر حامل کارڈ کے لیے مذکورہ کارڈ سے مفت علاج کرانا جائز ہے، کیونکہ اس حامل کارڈ کا اس انشورنس کمپنی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ وہ حکومت اور انشورنس کمپنی کا معاہدہ ہوتا ہے۔

نیز مذکورہ بالا تفصیل ہیلتھ کارڈ کے حامل کے لیے اس کارڈ سے علاج کی سہولت حاصل کرنے سے متعلق ہے۔ جہاں تک حکومت کے متعلقہ شعبے کا اسٹیٹ لائف کمپنی کی مروجہ انشورنس سے عوام کے لیے یہ سہولت لینے کا معاملہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں۔ کیونکہ میڈیکل انشورنس کی بنیاد سود پر ہے اور شرعی اعتبار سے سودی معاملہ کرنا اور سود کا لین دین کرنا ناجائز اور حرام ہے لہذا یہ سہولت اسٹیٹ لائف کی مروجہ انشورنس کے بجائے کسی ایسی تکافل کمپنی سے حاصل کرنا لازم ہے جو مستند علماء کرام کی زیر نگرانی اپنے معاملات انجام دے رہی ہو۔ (مستفاد از فتویٰ جامعہ دار العلوم کراچی)

کما فی تکملۃ فتح الملہم: (619، مکتبہ دار العلوم کراچی)

قوله: "وكاتبه" ...... فإن كان عمل الموظف في البنك ما يعين على الربا، كالكتابة أو الحساب فلذلك حرام لوجهين: الأول: إعانة على المعصية، والثاني: أخذ الأجرة من المال الحرام، فإن معظم دخل البنوك حرام مستجلب بالربا، وأما إذا كان العمل لا علاقة له بالربا فإنه حرام للوجه الثاني فحسب فإذا وجد بنك معظم دخله حلال، جاز فيه التوظف للنوع الثاني من الأعمال، والله أعلم.

وفی الفتاوي الهندية (342/5، مط: ماجدية)

فقيل: له لو أن فقيرا يأخذ جائزة السلطان مع علمه أن السلطان يأخذها غصبا أيحل له؟ قال إن خلط ذلك بدراهم أخرى، فإنه لا بأس به، وإن دفع عين المغصوب من غير خلط لم يجز ......وفي فتاوى أهل سمرقند رجل دخل على السلطان فقدم عليه بشيء مأكول، فإن اشتراه بالثمن أو لم يشتر ذلك ولكن هذا الرجل لا يفهم أنه مغصوب بعينه حل له أكله، هكذا ذكر والصحيح أنه ينظر إلى مال السلطان ويبني الحكم عليه، هكذا في الذخيرة.

دار الافتاء

Scanned with CamScanner

وفیہ ایضاً:(342/5)

ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور لأن الغالب في مالهم الحرمة إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام فالمعتبر الغالب وكذا أكل طعامه.

وفی الشامية:(386/6)مط:سعيد

سئل الفقيه أبو جعفر عمن اكتسب ماله من أمراء السلطان ومن الغرامات المحرمات وغير ذلك هل يحل لمن عرف ذلك أن يأكل من طعامه؟ قال أحب إلي في دينه أن لا يأكل ويسعه حكما إن لم يكن ذلك الطعام غصبا أو رشوة.

واللہ اعلم بالصواب

بندہ **محمد جہانگیر** عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

28/جمادی الثانی/1442ھ

11/فروری/2021ء

الجواب صحیح

بندہ **محمد یونس لغاری** عفی عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

28/جمادی الثانی/1442ھ

الجواب صحیح

احسان اللہ عفا اللہ عنہ

۲۸/۶/۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح

محمد اللہ عفی عنہ

۲۸/۶/۱۴۴۲ھ